Digitized by Khilafat Library Rabwah.

اشاعة السنة النبوية

علی صاحبہا الصلوٰة والتحیة

نمبر ہفتم — بابت ماہ رجب سنہ ۱۲۹۶ ہجری مطابق جولائی سنہ ۱۸۷۹ء — **جلد دوم**

جو دو **حصون** پر منقسم ہے

حصہ اول مین بعض اصول ادلہ کاملہ کا ثبوت ہے — **حصہ دوم** مین بعض مضامین تہذیب الاخلاق سے بحث ہے

اور بضمن حصہ اول اہل نیچر کے اس خیال کا ابطال ہے کہ شریعت کی ہر بات کا عقل مین آ جانا ضروری ہے

منجانب مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب لاہوری

اشتہار شرح قیمت و غیرہ امور متعلقہ رسالہ

(۱) یہ ماہواری رسالہ مذہبی ہے ملکی یا قومی باتون سے اسمین تعرض نہین

(۲) اسکی عام قیمت آٹھ آنہ ماہوار ہے خاص قیمت جو اغنیا و روسا سے لیجاتی ہے کم سے کم ایک روپیہ ماہوار اور بعض دو دو تین تین روپیہ ماہوار بھی دیتے ہین - وہ لوگ انجمن اشاعة السنة کے ممبر ہین - رعایتی قیمت جو بشرط سالیانہ پیشگی ادا کرنیکے تجویز ہوئی ہے چار آنہ ماہوار ہے اس رعایت کے مستحق دو قسم کے لوگ ہین قسم اول وہ لوگ ہین جو نہ پوری وسعت رکھتے ہین کہ پوری اعانت کرین اور نہ محض مسکین ہین کہ مفت لین - قسم دوم وہ لوگ ہین جو تہذیب الاخلاق کے معتقد ہین اس رسالہ کے ابھی معتقد نہین ہوئے یا دونو مین متردد ہین اور بنظر تحقیق دونو کو دیکھتے ہین اسلئے وہ ہنوز اس رسالہ کے پوری اعانت کو ضروری نہین سمجھتے اور مفت لینے کا بھی استحقاق نہین رکھتے - پیشگی ادا کرنیکی شرط دونون قسم کے لئے ہے اور میعاد ادائے پیشگی تاریخ وصول پرچہ سے ایکماہ مقرر ہوئی ہے - جو اس عرصہ مین سالیانہ نہ بہیجیگا اوس سے آٹھ آنہ ماہوار سے کم نہ لیا جاویگا -

(۳) زر چندہ بذریعہ ہنڈوی یا منی آرڈر ارسال فرما دین اگر نوٹ یا ٹکٹ بہیجین تو بذریعہ رجسٹری بہیجین ٹکٹ بہیجنے والے ہون اونکو ساتھہ فی روپیہ آدہ آنہ بابت فیس زائد بہیجنا ہو (۴) سنہ ۷۸ و ۷۹ کے پرچے کمیاب بلکہ نایاب ہین اسلئے ان سالونکے پورے پرچے باترتیب ایکروپیہ ماہوار سے کم کو نہین مل سکتے

مطبع مصطفائی لاہور مین طبع ہوا

نمبر سوم صفحہ ۹ سے نمبر ششم صفحہ ۱۷ تک دلیل دوم (منجملہ دلائل عقلیہ اصل اول منجملہ اصول جواب ادلہ کاملہ) کا بیان ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ عقل انسانی اختلاف وتناقض کے سبب حکم کے لایق نہین ہے اور احکام کے تشریع وتجویز کا وہ منصب نہین رکھتے - اب بقیہ دلائل عقلیہ اصل اول کا بیان ہوتا ہے

دلیل سوم یہ کہ عقل انسانی شریعت کی بتائی ہوئی بہتیری باتونکا حسن وقبح ومدار ومبنی سمجھ نہین سکتے پھر وہ اُن باتونکو بن بتاے کیونکر سمجھ سکتے ہین اور اُن پر احکام حلال وحرام کس طرح لگا سکتے ہے پس معتزلہ وغیرہ قائلین حسن وقبح کا یہ قول لولا الشارع وکانت الافعال لثبت الاحکام یعنے شارع نہوتا اور افعال پائی جاتے تو اُن پر بھی احکام لگائے جاتے علے العموم والاطلاق کس طرح صحیح ہوسکتا ہے -

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ ہر چند ماتریدیہ کے مذہب کے موافق ہنوز رہا تو جو شرع نے ہمکو بتائی ہین ہم سمجھ سکتے ہین اور اُن کی مشروعیت کی وجہ عقل سے پہچانتے اور بیان کرتے ہین

تمثیلات

(۱) عبادت مین شکر منعم پایا جاتا ہے اس لئے وہ واجب ہوئے

(۲) کفر وشرک مین ناشکری واحسان فراموشی ہے اس لئے اسکی حرمت تجویز ہوئی -

(۳) نکاح مین عفت وحفظ صحت وبقاء نسل وتربیت اولاد ہے اس لئے وہ مشروع ہوا -

(۴) سفاح (یعنے زنا) مین حق تلفی غیر وقطع نسل واضاعت اولاد ہے اس لئے وہ حرام ٹھیرا -

(۵) سود وقمار وفاسد بیعون مین (جیسے کچے پھلونکو بیچنا ودھوکہ وغبن فاحش سے بیع کرنا) ظلم وایذا خلائق ہے اس لئے اُن پر حکم حرمت لگایا گیا

(۶) بیع وشراء صحیح رفاہ عیش خلائق کا مدار ہے اس لئے اُسکو حلال کیا -

(۷) بول وبراز وغیرہ متعفن چیزون سے

روح اور جسم کا نقصان ہے اس لئے اُن سے پرہیز کا حکم ہوا۔

(۸) طیبات و ستھری چیزون سے روح و بدن کا فائدہ متصور ہے اس لئے اُن کو مباح فرمایا۔

(۹) راستبازی و عدالت و مروت معاملات دین و دنیا کی بہتری کا مدار ہین اس لئے اُن کو دین ٹھیرایا۔

(۱۰) ظلم و تعدی و دروغگوئی حسن معاشرت مین خلل انداز ہین اس لئے اُن کو حرام فرمایا فقال عز من قائل ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربی وینھی عن الفحشا والمنکر والبغی۔ اسی قسم کے ہزارہا احکام حلال و حرام ہین جنکے حسن و قبح کو ہم بعد ورود شرع بخوبی سمجھ رہے ہین **ولیکن** مع ذلک صدہا باتین شریعت کی ایسی بھی ہین جن کو ہم سمجھ نہین سکتے اور اُن کی مشروعیت و عدم مشروعیت کی ایسی کھلی وجہ جس مین اشتباہ باقی نہ رہے اور چون و چرا عقل کا انقطاع ہو جاوے بیان نہین کر سکتے۔

تمثیلات

(۱) ریح یا بول یا براز کے نکلنے سے تمام بدن کا ناپاک ہو جانا جسکو حدث کہتے ہین۔

(۲) پھر اس ناپاک بدن کا فقط ہاتھ پاؤن مونہہ دہونے سے (جسکو وضو کہتے ہین) پاک ہو جانا۔

(۳) اس پاکی یعنے وضو مین ہاتھ کی حد کہنیون تک پاؤن کے ٹخنون تک مقرر کرنا۔

(۴) اس مین بجائے غسل سر مسح کافی ٹھیرانا اور اس مسح کے لئے سر کی چوتھائی یا ایک دو بال یا تمام سر کو مقرر کرنا۔

(۵) اس مین بجائے غسل پاؤن کے موزہ پہن کر مسح تجویز کرنا اور اس مسح کے لئے پشت قدم کو مخصوص کرنا۔

(۶) بوقت پانی نہ ہونیکے مٹی کو مونہہ اور ہاتھون پر ملنا اور اس حکم سے سر اور پاؤن کو مستثنےٰ کرنا۔

(۷) عبادت کو بہیئت نماز ادا کرنا اور

اس مین خاص خاص صورتین اور خاص خاص اذکار اور خاص خاص اوقات اور خاص خاص عدد رکعات اور خاص سمت وجہت مقرر کرنا۔

(۸) صوم کے لئے طلوع فجر سے غروب آفتاب تک وقت مقرر کرنا پھر تمام سال کے مہینون سے ایک ماہ رمضان کو اسکے واسطے مخصوص کرنا اور اُس سے دوسرے دن (یعنے غرہ شوال) کا روزہ حرام ٹھیرانا۔ اور روزہ توڑ دینے پر کفارہ خاص تجویز کرنا

(۹) وجوب زکوۃ کے لئے ایک عدد خاص کو (کہ بکریان ہون تو کم سے کم چالیس ہون۔ اونٹ کم سے کم پانچ چاندی کم سے کم پچاس تولہ) مخصوص کرنا۔

(۱۰) حج کے لئے خاص خاص ارکان خاص مکان خاص زمان خاص خاص دعوات واذکار خاص صورت ولباس معین کرنا۔

(۱۱) وراثت کے باب مین باپ کا چھٹا حصہ اور مان کا تیسرا حصہ یا چھٹا۔ بیٹی کا نصف۔ بیٹے کا اُس سے دگنا۔ صلبی اولاد سے مرد وعورت دونو کو وارث بنانا۔ بھائی کی اولاد سے عورتون کو مردون کے ہوتے محروم ٹھیرانا۔ بہن کی اولاد ہو تو دونو فریق کو گرانا۔

(۱۲) ازدواج کے قانون مین باپ کی بیٹی کو حرام ٹھیرانا چچا (جو عرفاً وشرعاً باپ کی مثل ہے) کی بیٹی کو حلال فرمانا۔ خالہ کو حرام کہنا۔ خالہ کی بیٹی کو حلال بتانا۔

(۱۳) پرورش کے دستور مین دودھ پلانے کی میعاد کو دو سال سے محدود کرنا اس سے ایک دن اوپر دودھ دینے کو حرام ٹھیرانا۔

وعلیٰ ہذا القیاس صدہا باتون کو ہم سمجھ نہین سکتے اور اُس کے وجہ عقلی جس مین جائے سوال باقی نرہے بتا نہین سکتے۔

یہ تو فروعات ہین جو ضبط وحصر سے باہر ہین۔ اور اُن کی کثرت کے سبب ہر ایک کی وجہ کا جاننا بہت مشکل ہے۔ ہم بعض **اصول** اسلام کو (جو محصور ومعدود ہین) اچھی طرح سمجھ نہین سکتے۔ اور اُن کی

اصلیت و حقیقت و صورت و کیفیت کو عقل کے ذریعہ سے بتا نہین سکتے - بلکہ جو کچھ خدا و رسول نے بتایا اُسکو ہم ایماناً و اعتقاداً مانتے ہین اور خدا و رسول کی تقلید سے اُسکو حق جانتے ہین -

تمثیلات

(۱) خدا تعالے کے وجود کو ہم بجز اسکے کہ وہ ہے کچھ نہین جانتے - اور اس ہونے کی صورت و کیفیت خیال مین نہین لا سکتے -

جن صفات سے خدا تعالے نے ہمکو اپنا ہونا بتایا ہے - کہ وہ وہ ہے جس نے آسمان یا آدم علیہ السلام کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اور وہ عرش پر ہے اور بولتا اور سنتا اور دیکھتا خوش ہوتا ہے ہم اُن صفات کو بھی اچھی طرح نہین سمجھتے اور اُن کی صورت و کیفیت کو خیال مین متعین نہین کر سکتے

اس مین ہم سمجھتے ہین تو یہی سمجھتے ہین کہ ہم اُسکو نہین سمجھتے اور جو سمجھتے ہین خدا کو اُسکے لایق نہین جانتے ۔

ہماری عقل اسمین گھوڑا دوڑاتی ہے تو یہی خبر لاتی ہے کہ کلما خطر ببالك فالله تعا منزہ عن ذلك یعنے جو تیرے خیال مین آوے اللہ تعالے اُس سے پاک ہے خدا تعالے کو ہم عرش پر جانتے ہین تو ایسا نہین جانتے جیسے کوئی بادشاہ اپنے تخت یا چوکی پر بیٹھا ہوا ہوتا ہے بلکہ ایسا کچھ جانتے ہین جیسا اُسکی ذات کو لایق ہے - اور ہمارے فہم و ادراک سے اسکی صورت و کیفیت خارج ہے

(۲) برزخ کی حالات سے روح کا جسم سے متعلق ہونا اور مردہ کو عذاب و ثواب کا محسل ہونا ہم (اہل سنت) مانتے ہین تو اس تعلق کی پوری کیفیت و تفصیلی حالت کو کچھ نہین جانتے اور لوازم حیات جو دنیا مین ہم دیکھتے اور سمجھتے ہین وہ بھی یہاں تجویز نہین کر سکتے بلکہ اتنا ہی کہتے اور جانتے ہین کہ روح کو جسم سے اگر وہ کیسی ہی صورت مین جلایا جاوے آگ ہو جاوے یا پانی ہوا ہو جاوے

پاتی) اس قسم کا اور اسقدر تعلق ہو جاتا ہے جس سے وہ لذت و عذاب کا ادراک کر سکتا ہے اور وہ پورا پورا ہماری سمجھ مین نہین آتا۔

(۳) قیامت کے حالات سے مُردون کی قبر سے اُٹھنے کو اور میدان حشر مین حاضر ہونیکو اور دوزخ و بہشت مین رنج و راحت پانیکو کافہ اہل اسلام مانتے ہین تو اُنکی پوری کیفیت و تفصیلی حالت کو نہین جانتے اور جو کچھ شرع مین اُس کا بیان آچکا ہے اس سے علاوہ حالات دنیاوی شے قیاس پر اُس مین کچھ نہین کہہ سکتے۔

اور جب عقل انسانی شرع کی بتائی ہوئی بعض اصول و فروع کو سمجھ نہین سکتے تو وہ ان اصول و فروع کو بن بتائے کیونکر سمجھ سکتی ہے۔ اور اُنپر اعتقادی یا عملی احکام کسطرح لگا سکتے ہے۔

جو امر کسی کے خواب و خیال مین نہین آتا اس مین وہ کوئی تجویز کب کر سکتا ہے

یہان اگر کوئی یہ **شبہ** کرے کہ ایسی بات کا جو سمجھ مین نہ آوے تجویز کرنا اور اسپر کوئی حکم لگانا مشکل یا محال ہے تو اُسکو کسیکی تقلید سے مان لینا کب جائز ہے۔ پھر اہل اسلام ایسی باتونکو بتقلید پیغمبر کیون مانتے ہین اور اُنپر عمل و اعتقاد کیون رکھتے ہین بے سوچے بے سمجھے ان باتونکا مان لینا جائز ہے تو پھر اُن مین اور نصاریٰ کے اعتقاد تثلیث مین کیا فرق ہے؟ وہ بھی تو یہی کہتے ہین کہ یہ مذہب کی بات ہے اسکو بے سمجھے مان لینا چاہئے اور اس مین چون و چرا نکرنا چاہئے۔

تو **جواب** اسکا یہ ہے کہ جیسے حکمت سے بے علم شخص کو حکیم کی ایسی بات کا جو اُسکی سمجھ مین نہ آوے مان لینا واجب ہے اور اس کی تسلیم و تعمیل مین توقف کرنا اس کے جہالت و حماقت کا مثبت ہوتا ہے اور کبھی اس کی ہلاکت کا سبب ہو جاتا ہے اور یہ اس حالت مین ہے کہ مثلاً وہ درد ذات الجنب مین مبتلا ہے اور حکیم اسکو فصد لوانیکا حکم دیتا ہے اور وہ اس حکم کی تعمیل

سے متوقف ہو اور یہ بات کہتا ہو کہ جب تک اسکی وجہ معقول نہ سمجھ لونگا اُسپر عمل نہ کرونگا یہ شخص اسیطرح اس حکم کی تعمیل سے متوقف رہیگا اور بے سمجھے یہ علاج کرنا پسند نہ کریگا تو تھوڑی دیر مین ہلاک ہو جاویگا۔ اس حکیم کی تجویز پر معترض ہونا اور اُسکی تعمیل مین متوقف رہنا اس شخص کا کام ہے جو اس حکیم کو حکیم نہین سمجھتا اور آپ علم حکمت مین اس سے زیادہ مہارت رکھتا ہے

اسیطرح غیر نبی کو نبی کی ایسی باتونکا جو اسکے سمجھ مین نہ آوین مان لینا واجب ہے اور اسکی تعمیل سے توقف کرنا اسکے ضلالت و ہلاکت کا باعث ہوتا ہے۔ نبی پر اعتراض کرنا اُس شخص کا کام ہے جو نبی کو نبی نہ جانتا ہو اور خود منصب نبوت رکھتا ہو اور اُسکی نسبت علوم مین زیادتی کا مدعی ہو

رہا جواب اس امر کا کہ ایسی باتین ماننے اور تثلیث پر اعتقاد رکھنے مین کیا فرق ہے سو یہ ہے کہ یہ باتین ممکن الوجود ومجہول الکنہ ہین۔ اور تثلیث ممتنع الوجود ومعلوم البطلان ہے۔ یعنے وہ باتین گو ہماری سمجھ مین نہین آتین ولیکن جائز اور ہوسکنی معلوم ہوتی ہین۔ بخلاف تثلیث کہ اسکی حقیقت ہم سمجھتے ہین پھر اسکے باطل ہونیکا علم رکھتے ہین۔

اس امر کی تفصیل ہم بحث اثبات نبوت مین کرینگے اور اصل سوال کے جواب کی تائید نمبر پنجم صفحہ ۱۲۳ وغیرہ مین بھی ہوچکی ہے

ہماری اس دلیل سوم کے تسلیم کرنے اور اُسکو اپنے اوپر حجت ملزمہ سمجھنے مین معتزلہ وغیرہ ہمارے قدیمی مخالفین کو تو جائے عذر وکلام نہین اس لئے کہ شریعت کی بعض باتون کے عقل مین نہ آنے سے اُنکو انکار نہین۔

ولیکن شاید **نیچر کو مذہب بنانے والے** اس دلیل کو نہ مانین اور اُسکے خلاف مین اثبات کے مدعی ہوجاوین کہ شریعت کی

هر بات کو ہم عقل سے سمجھ سکتے ہین اور جو ہماری عقل مین نہ آوے اُسکو شریعت نہین جانتے ۔ اور اُسپر وہ اسبات کو **دلیل** ٹہیراوین جو آنریبل سید احمد خان صاحب بہادر سی آیس آئی نے مضمون کانشنس مین کہی ہی کہ انسان عقل کے سبب مکلف ہوا ہے تو بالضرورۃ جسبات پر وہ مکلف ہوا ہے وہ عقل انسانی سے خارج نہین ہے ۔

(۲) یا یہ **دلیل** قائم کرین کہ عقل اپنی ذاتی قوت سے ادراک بعض احکام سے قاصر و عاجز ہے تو کیا ڈر ہے ۔ اسکے ساتھہ اسکا رہبر وہادی قانون قدرت جو موجود ہے جس سے ہر بات کا دریافت ہونا ممکن ہے

ہر چند ان حضرات کا جواب حصہ اول مین اجنبی ہے اسلئے کہ اس امر کیواسطے حصہ دوم کو مخصوص کیا گیا ہی ولیکن تبعا و اقتصار للمقام یہان بھی مجمل جواب بے رہا نہین جاتا اور مختصراً گذارش کیا جاتا ہی کہ **دعوی** انکا تسلیم نبوت و اعتقاد حقانیت رسالت کے مخالف ہی چنانچہ اسکا ثبوت نمبر پنجم صفحہ (۱۳۳) وغیرہ مین گذر چکا ہے اور **دلیل اول** اُنکی اثبات مدعا سی قاصر ہے اور عقل کے سبب مکلف ہونیکا یہ لازمہ نہین ہے کہ جس بات پر وہ مکلف ہوا ہی وہ اسکے عقل سے خارج نہو ۔ اسکا ثبوت نمبر چہارم صفحہ (۱۱۴) مین ہو چکا ہے

اور **دلیل دوم** کی بنیاد ہوا پر قائم ہے یعنے جس قانون قدرت کی وجود پر اس دلیل کی بنا ہے ہنوز اسکا نام و نشان نہین ہے اس کا ذکر نمبر ہائے سابقہ مین بخوبی ہو لیا ہے اور خاص کر نمبر ششم کا دوسرا حصہ اسکی بحث مین گذرا ہے ملہ

علاوہ بران کچھہ یہان تازہ گذارش بھی کیجاتی ہے کہ اگر یہ حضرات شریعت کی ہر بات کا عقل مین آجانا ضروری جانتے ہین اور جو عقل سے خارج ہو اسکو دین سے خارج سمجھتے ہین ۔ تو اُن پر لازم و واجب ہے کہ اُن امور کی (جنکو ہمنے مجہول الکنہ یا غیر معقول المعنی بتایا ہے) کنہ بتا دین اور اُنکو عقل سے موافق و مطابق کر دکھا دین ۔

نہین تو اُنکا خارج از دین ہونا ثابت کرین

[illegible]

اور اسکا ثبوت دین کہ یہ باتین مولویون نے از خود بنا دہری ہین خدا اور رسول نے یہ باتین ہرگز نہین بتائین

سبھی باتون کی نسبت یہ کام نہو سکے تو فقط وجود و صفات خالق و صورت کذائی نماز کی باب ہین کچھ کام کر دکھاوین اور انکی کنہہ اور وجہ کی بیان سے ہنر ظاہر کرین

منجملہ صفات باریتعالے دیکھنے کے حقیقت بیان کرین اور بتاوین کہ وہ کسطرح دیکھتا ہے اور کس چیز سے دیکھتا ہے اور اسکا دیکھنا کیا معنی رکھتا ہے ؟

اگر یہ جواب دینا ہو کہ اسکے دیکھنے سے اسکا علم یعنے جاننا مراد ہے تو یہ خود دیکھنے کے مانند مجہول الکنہ صفت ہی۔ پہلے اسیکو بتاوین کہ اسکے علم سے کیا مراد ہے اور وہ کسطرح جانتا ہے اور اسکا علم عین اسکی ذات ہی یا اسکی جزو یا کوئی امر اس سے علیحدہ یا اس سے ملا ہوا یا اس سے منتزع و مفہوم ہوتا۔

ان شقوق سے جس شق کو جواب مین اختیار کرینگے اور یہ کہینگے کہ اسکا علم عین اسکے ذات ہے اور صفت علم اسکی ذات سے علاوہ کوئی چیز نہین ہے تو یہ خود مجہول الکنہ امر ہی۔ پہلے اسیکو بتلاوین کہ اسکی ذات کیا چیز ہے اور اسکی انیت و اصلیت کیا ہے۔

اس ذات کو کسی دوسرے صفت (جیسے وجود یا خالقیت) سے بیان کرینگے تو یہی سلسلہ سوالات اسمین جاری ہوگا۔ جس صفت کا نام لینگے۔ ہم اسکی نسبت کہینگے کہ یہ صفت بھی مجہول الکنہ ہے۔ پہلے اسیکو بتا دین اور اسکے حقیقت بیان کرین

مثلا وجود کی نسبت ہم یہ سوال کہینگے کہ خدا کا وجود کسطرح کا ہے اور کیا اصلیت رکھتا ہے انسان کیطرح ہے۔ یا آسمان کی مانند۔ پہاڑ کی مثل ہے یا ہوا کی مماثل۔ اسبات کو ہم فلسفی اصطلاح پر یون پوچھینگے کہ وجود بمعنی مصدری وانتزاعی (جسکو ہندی مین ہونا کہتے ہین اور فارسی مین ہستی) تو کچھ اصلیت و تحصل نہین رکھتا تابع محل انتزاع وانتزاع منتزع کے ہوتا ہے۔ وجود باری بمعنے منشا آثار خارجیہ یا بمعنے

[illegible]

مابہ الموجودیۃ بتلاؤ اور اُسکے اِنیت و اصلیت ظاہر کرو۔

اور خالق ہونیکی نسبت یہ کہینگے کہ جو پیدا کرنے کی کیفیت و حقیقت ہمارے علم و مشاہدہ مین ہے جسکے واسطے مادہ و آلات و زمان و مکان وغیرہ اشیاء کا ہونا ضروری ہے اور بدون اُسکے اسکا وجود ناممکن) وہ تو اُس خداوند کی خالق ہونے مین متصور نہین پھر وہ خالق ہے تو کسطرح پر ہے اور اسکے بنانے کی کیفیت و صورت و حقیقت کیا ہے

آخر کیا تو لاچار ہو کر یہ اقرار کرینگے کہ اُسکے دیکھنے کی حقیقت ہم نہین جانتے اور اُسکے علم کی حقیقت بھی نہین پہچانتے اسکی ذات کی کنہ بھی نہین سمجھتے اسکے وجود کو بھی کچھ بتا نہین سکتے ۔ ان صفتونکو انکے لوازم سے پہچانتے ہین۔ اصل حقائق کو مجہول الکنہ مانتے ہین۔ اسمین ہماری بات کی تسلیم و تصدیق کرینگے۔ اور کیا وجود ذات و علم و رویت و خالقیت خدا سے انکار کرینگے اور اسلام سے ہاتھ دھو بیٹھینگے۔

ومنجملہ ہیئات و آداب و اذکار نماز ہیئت سجود کی وجہ بیان کرین کہ اسمین سر کو نیچے اور مقعد کو اوپر کرنا کیون تجویز ہوا۔ بجائے اسکے وہ سجدہ جو عیسائی کرتے ہین کہ کرسی پر بیٹھے بیٹھے میز پر پیشانی لگا دیتے ہین کیون تجویز نہوا۔ اور اسمین لفظ سبحان ربی الاعلےٰ نے کیا قصور کیا۔ اور قرآن پڑھنا یہان کیون ممنوع ٹھہرا۔ اسمین جو وجوہات نکالینگے وہ اسی قسم کے سوالات کا مورد ہونگی۔

آخر لاچار ہو کر کیا تو ہماری بات کو مانینگے اور یہ اقرار کرینگے کہ ان خصوصیات اذکار و ہیئات کی وجہ ہم نہین جانتے اور انکو طبیب روحانی و حکیم ایمانی (محمد رسول اللہ صلعم) کے کہنے سے مان رہے ہین یا یہ کہہ اُٹھینگے کہ یہ خصوصیات و ہیئات اصل اسلام و حقیقت عبادت سے خارج ہین جو مولوی لوگون نے از خود نکالکر دین مین داخل کردی ہین۔ خدا کو جسطرح کوئی چاہے یاد کرے۔ قرآنی اذکار سے۔ یا شاستری بھجنون سے۔ رادھا کشن رٹکر یا مسلمان بنکر دھوتی پتلون پہنکر گلے مین زنار ڈالکر ماتھے پر تلک

لگا کر۔ یا تہ عمی صورت ولباس مین آکر مسجد مین بیٹھکر یا شوالے اور گرجا مین جاکر۔ یہ کھینگے تو بھی اسلام سے ہاتھ دھو بیٹھینگے۔ آئندہ اختیار ہے

ہر کسے مصلحت خویش نکو میداند

تنبیہ

کوئی صاحب ان امور کی وجوہات عقلیہ بیان کرنا چاہین تو اس امر کو ضرور لحاظ رکھین کہ جو وجوہ عقلیہ بیان کرین اسمین نقل و تقلید نبوت کو دخل دین۔ اور اسباب مین تصانیف امام غزالی و حجۃ اللہ البالغہ تصنیف شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی کی تقلید کرین اسرار احکام شریعت مین جو ان حضرات نے بیان کیا ہے وہ ایسا عقلی بیان نہین ہے جسمین نقل و تسلیم نبوت کا دخل نہو۔ ایسا قطعی نہین جسمین چون و چرا عقل کو گنجایش نہو

ان لوگونکے بیانات کو ہم لوگ مانتے ہین جو عقل کو نقل کی تابع کرتے ہین۔ وہ ان لوگونکے ماننے و احتجاج کرنیکے لائق نہین جو عقل کو مستقل حاکم جانتے ہین۔ اور بدون شہادت عقل نقل کی کوئی بات نہین مانتے۔

تمثیل

مین اس امر کو ایک مثال دیکر واضح کرتا ہون اور جو میرا خیال ہے وہ لوگون کو سمجھاتا ہون۔

حضرت شاہ ولی اللہ مرحوم نے حجۃ اللہ البالغہ مین سر نماز کے بیان مین فرمایا ہے

اعلم ان الانسان قد یختطف الی الحظیرۃ المقدسۃ فیلتصق بجناب اللہ تعالی تم لصوق وتنزل علیہ من ھنالک التجلیات مقدسۃ تغلب علی النفس و [illegible] ما لا یقدر [illegible] ما یعجز عنہ اللسان

جان رکھو کہ انسان کبھی مقدس احاطہ (بارگاہ الٰہی) مین اچک کر لیا جاتا ہے اور وہ اس درگاہ مین پوری طرح مل جاتا ہے اور پھر وہان سے مقدس تجلیات نازل ہوتے ہین جنکا اسکے نفس پر غلبہ ہو جاتا ہے۔ وہان وہ وہ کچھ دیکھتا ہے جسکے بیان پر زبان کو قدرت نہین ہے۔ پھر اپنے اصلی مقام (انسانیت و نفسانیت) مین پھیر دیا جاتا ہے۔ تو وہان اسکو چین نہین آتا۔ پس ایسی حالت پیدا کرنے مین (جو عالم سفلی کی حالات

استغراق النفس فی معرفة بارئها ویتخذها شرکا لاقتناص ما فاته منها وتلک الحالة هی التعظیم والخضوع والمناجات فی ضمن افعال واقوال ابنیت لذلک ویتلوه رجل سمع المخبر الصادق یدعوه الی هذه الحالة ویرغبه فیها فصدقه بشهادة قلبه ففعل ووجد وعده حقا وارتقی الی ما یرجوه ثم یتلوه رجل الجاه الانبیاء الی الصلوات وهو لا یعلم بمنزلة الوالد یحبس اولیاءه علی تعلیم الصناعات النافعة وهم کارهون

استغراق سے جو اسکو خدا کی معرفت مین حاصل ہوتا ہی قریب ہو)۔ ہاتھ پاؤن مارتا ہے اور وہ اس حالت کے (جو اس سے فوت ہوئی) اسکار کرنیکے لیے اسحالت کو دام بناتا ہی وہ حالت تعظیم و عجز و مناجات کا نام ہے جو بضمن ان فعلون اور قولونکے پائی جاتی ہے جو اسحالت کے لیے مقرر کئی گئی ہین۔ ایسے شخص کے قریب قریب ایسا شخص بھی ہوتا ہی جو مخبر صادق کی (جو اس مقدس حالت کیطرف بلاوے اور اسکے رغبت دلاوے) بات سن لیتا ہی اور اسکو دل کی شہادت سے سچ جانتا ہی پس جو کچھ وہ کہتا ہے سو کرتا ہے اور اسکے وعدہ کو حق پاتا ہے اور اس حالت کیطرف جسکا امیدوار تھا ترقی حاصل کرتا ہے ایسے شخص کے قریب قریب ایسا شخص بھی ہوتا ہے جو اس حالت کو نہین جانتا انبیا اسکو اس حالت کے فعلون پر (جو نماز سے عبارت ہی) مجبور کرتے ہین جیسے ماں باپ اپنی اولاد کو نافع ہنر و صناعتون کے سکھانے پر مجبور کرتے ہین اور وہ اسکو برا جانتے ہین۔

واصل الصلوة ثلثة اشیاء۔ ان یخضع القلب عند ملاحظة جلال الله وعظمته ویعبر اللسان عن تلک العظمة وذلک الخضوع

نماز کی تین اصول ہین۔

پہلے بوقت ملاحظہ عظمت وجلالت خداوندی دل کا عاجز ہونا۔ دوسرے خدا کی عظمت اور اپنے دل کی عاجزی کو فصیح عبارت سے بیان کرنا تیسرے ہاتھ پاؤن وغیرہ جوارح کو اس عاجزی کے موافق

عبد ربه وان يودب بجوارحه حسب
ذلك الخضوع قال الشاعر **شعر**
افادتكم النعماء مني ثلثة * يدي ولساني والضمير
ومن الافعال التعظيمية ان يقوم بين يديه
مناجيا ويقبل عليه مواجها واشد من
ذلك ان يستشعر ذله وعزة ربه فينكس
راسه اذ من الامر المجبول في قاطبة
البشر والبهائم ان رفع العنق اية
التكبر وتنكيسه اية الخضوع والاخبات
وهو قوله تعالى فظلت اعناقهم
لها خاضعين

واشد من ذلك ان يعفر وجهه الذي
هو اشرف اعضاءه ومجمع حواسه
بين يديه فتلك التعظيمات الثلث
الفعلية شائعة في طوائف البشر
لا يزالون يفعلونها في صلوتهم و
عند ملوكهم وامرائهم واحسن الصلوة
ما كان جامعا بين الاوضاع الثلثة
مترقيا من الادنى الى الاعلى ليحصل الترقي
في استشعار الخضوع والتذلل وفي
الترقي من الفائدة ما ليس في افراد

مودب رکھنا۔ چنانچہ کسی شاعر نے اپنے محسن کی مدح
مین کہا ہی۔ تمہاری نعمتون نے میری تینون چیزونکو
لے لیا۔ ہاتھ کو اور زبان کو اور اُس دل کو جو چھپا ہوا ہے
ومنجملہ تعظیمی فعلونکے یہ امر ہی کہ خدا کے سامنے مناجات
کرتا ہوا کھڑا ہو جائے اور دلکو اُسکے سامنے رکھے
اس سے بڑھکر یہ امر کہ اپنی ذلت اور خدا کی عزت
کو سوچے پس سر نگون ہو جاوے یہ سب انسانون اور
اور جانورونمین جبلی امر ہی کہ گردن اُٹھانا تکبر کی نشانی
ہے اور سر جھکانا عاجزی اور فروتنی۔ اسی بنا پر
خدا نے فرمایا کہ وہ نشانی دیکھین تو اُنکی گردنین اُسکے
آگے ذلیل رہین۔

اس سے بھی بڑھکر یہ امر ہے کہ وہ اس مونہہ کو جو تمام
اعضا سے اشرف ہے اور حواس خمسہ کا مجمع اسکے سامنے خاک
مین ملا دے۔ یہ تینون فعلی تعظیمین انسانونکے تمام فرقون
مین مروج ہین وہ ہمیشہ اپنے بادشاہون اور امراؤنکے
سامنے اور اپنی عبادتون مین یہی کام کرتے ہین۔
نمازون مین اچھی وہ نماز ہی جو تینون مراتب تعظیم کے
جامع ہو اور اسمین ادنے سے اعلی کیطرف ترقی
ہو تاکہ انسان کو اپنی خضوع و عاجزی کے سوچنے
سمجھنے مین ترقی پیدا ہو اور ترقی مین وہ فائدہ
ہے جو فقط اعلی درجہ کی تعظیم مین فائدہ ہے

الاقصى ولا فی الانحطاط من الاعلى الى الادنى وانما جعلت الصلوة دون الفكر فی عظمة الله ودون الذكر الدائم لان الفكر الصحيح فيها لا يتاتى الا من قوم عالية نفوسهم قليل ما هم وسوى اولئك لو خاضوا فيه تبلدوا وابطلوا راس مالهم فضلا عن فائدة اخرى والذكر بدون ان يشرحه ويعضده عمل تعظيمی يعمله بجوارحه وبعنوانه لقلقة خالية عن الفائدة فی حق الاكثرين اما الصلوة فهی المعجون المركب من الفكر المصروف تلقاء عظمة الله بالقصد الثانی والالتفات السمح المتاتی فی كل واحد حسب ما استعد ومن الخوض فی لجة الشهود لمن يخوض بل ذلك منبلة اتم تنبيه ومن الادعية المبينة لخلاص عمله لله وتوجيهه تلقاء الله سبحانه وقصر الاستعانة فی الله ومن افعال تعظيمية كالسجود والركوع يصير كل واحد عضد الاخر ومكمله والمنبه عليه فصارت نافعة لعامة الناس وخاصتهم ترياقا قويا لا يتركون لكل انسان منه ما استوجبه اصل استعداده

نہ اعلیٰ درجہ سے اتر کر ادنے درجہ کی تعظیم کرنی مین وہ فائدہ

اس تعظیم کے لئے نماز کو مقرر کیا - فکر اور ہمیشہ کے ذکر کو سبب تعظیم نہ ٹھیرایا - اسلئے کہ فکر صحیح تو بجز ان لوگونکے جنکے نفوس عالی ہین ہو نہین سکتا - اور وہ لوگ کم ہوتے ہین انکے سواے اور لوگ اسمین پڑین تو احمق بنجاوین اور اپنی پونجی بھی کہو بیٹھین - اور ذکر سواے اسکے کہ کوئی تعظیمی فعل ہاتھ پاؤن کا اسکی شرح و تائید کرے ایک آواز ہوتی ہے جو بہت لوگونکے حق مین فائدہ سے خالی ہوتی ہے اور نماز ایسے معجون مرکب ہی جسمین فکر بھی ہوتا ہی جو قصد و التفات سے خدا کی عظمت مین ہر ایک شخص لگا سکتا ہی جسکو اس فکر مین غوطہ لگانیکی استعداد ہو اسکو اس نماز مین کوئی مانع نہین ہے بلکہ نماز اسکو اہپ خوب لگاتے اور جگاتی ہے اور اس مین دعائین (یعنی ذکر) بھی ہوتی ہین جو عمل کے خالص اور مونہہ کو خدا کیطرف متوجہ کرنے اور خاص خدا سے مدد لینے کو بیان کردیتی ہین - اور اس مین فعل تعظیمی بھی ہوتے ہین جیسے رکوع و سجود - ان مین ہر ایک دوسرے کا موید و مکمل ہوتا ہے پس نماز ہر ایک کے لئے عام ہون یا خواص نافع ہوئے اور تریاق قوی التاثیر ٹھیری - تاکہ ہر ایک کو اس سے

وقال فی بیان اسرار اذکار الصلوٰة و هیآتها
المندوبة الیها ان الهیات المندوبة ترجع الی
معان منها تحقیق الخضوع و ضم الاطراف
والتنبیه للنفس علی مثل الحالة التی تعتری
السوقة عند مناجاة الملوک من الهیبة و
الدهش کصف القدمین و وضع الیمنی علی الیسری
وقصر النظر وترک الالتفات

ومنها محاکاة ذکر الله والاشارة علی من سواه
باصابعه لیلاحذ وما یعقله بجنانه ویقوله
بلسانه کرفع الیدین والاشارة بالمسبحة لیکون
بعض الامر معاضد البعض

ومنها اختیار هیآت الوقار ومحاسن
العادات والاحتراز عن الطیش والهیآت
التی یذمها اهل الرای وینسبونها الی غیر ذوی
العقول کنقر الدیک واقعاء الکلب والتفات
الثعلب وبروک البعیر وافتراش السبع
ومنها ان یکون [illegible] طمانینة وسکون
[illegible] بما علیه [illegible] ونصب الیمنی و
[illegible] قعدة [illegible]
[illegible] فی [illegible]

وہ فائدہ پہنچے جو اسکی استعداد تقاضا کرے۔

اور بیان اسرار نماز کے اذکار و ہئیات مین کہاہے
کہ جن صورتون کا نماز مین حکم ہوا ہے انکا مدار و مرجع
کئی معنی ہین۔ از انجملہ عاجزی کو ثابت کرنا اور ہاتھ پاؤن کو
ملا رکھنا اور دل کو وہ حالت سوجھانا جو رعایا کو بادشاہ
کے پاس عرض کرنے کے وقت پیش آتی ہے یعنی ہیبت
اور دہشت اور دونو قدمونکو ملائی رکہنا اور دہنے ہاتھ
کو بائین پر رکھنا بادشاہ کے سوا اور طرف نگاہ نکرنا
از انجملہ اپنے ذکر کو اور اس بات کو کہ اس نے خدا کو
سب چیزون سے چن لیا ہے اپنی آنکھون اور ہاتھون
سے بیان کرنا جیسے دل مین سمجھتا ہے اور زبان سے
کہتا ہے جیسے دونون ہاتھ کا اٹھانا اور التحیات
مین انگلی سے اشارہ کرنا تاکہ ایک کام دوسرے کا موید ہو
و از انجملہ یہ کہ صورت وقار و بہترین عادات کو اختیار کرنا
اور تیزی سے اور ایسی صورت سے جسکو اہل عقل پسند نکرین
بچنا جیسے مرغ کا زمین پر چونچ مارنا یا کتی کیطرح بیٹھنا
یا درندون کیطرح پاؤن کو بچھانا
یا لومڑی کیطرح سمٹ جانا ۔ اونٹ کیطرح بیٹھنا ۔
از انجملہ یہ کہ عبادت طمانیت و نرمی سے ہو۔ جیسے جلسہ
استراحت کرنا۔ اور قعدۂ اولی مین داہنا پاؤن کھڑا
رکھکے بائین پر بیٹھنا کیونکہ اس مین قیام کے لئے سہولت
ہے اور دوسرے قعدہ مین ران پر بیٹھنا اس لئے کہ اسمین

امام زیادہ ہے

واما الاذکار فترجع الی معان منها ایقاظ النفس لتتنبه للخضوع الذی وضع له الفعل کاذکار الرکوع والسجود۔ ومنها الجهر بذکر الله لیکون تنبیها للقوم بانتقال الامام من رکن الی رکن کالتکبیرات عند کل خفض ورفع ومنها ان لا یخلو حالة فی الصلوة من ذکر کالتکبیرات واذکار القومة والجلسة

اور ذکر کا مرجع بھی کئی معانی ہین از انجملہ دل کو جگانا تاکہ وہ عاجزی کے لئے خبردار ہو جسکے واسطے وہ فعل مقرر ہوا ہے۔ جیسے رکوع و سجود کے اذکار ہین از انجملہ یہ کہ وہ پکار کر ہو تاکہ مقتدی لوگ امام کا ایک رکن سے دوسرے رکن کیطرف رجوع کرنا جان جائین جیسے تکبیرات انتقال ہین۔ از انجملہ یہ کہ کوئی رکن یا حالت ذکر سے خالی نرہے جیسے تکبیرات انتقال و اذکار قومہ و جلسہ ہین۔

وقال قُبَیلہ۔ اما الاذکار فلا بد من توقیته ایضا فان التوقیت اجمع لشملهم واطوع لقلوبهم وابعد من ان یذهب کل احد الی ما یقتضیه رایه حسنا کان او قبیحا۔ واما توزیع الرکعات علی الاعداد فمبنی علی آثار الانبیاء السابقین علی ما ذکر فی الاخبار انتهی کلامه مختصرا

اور اس سے تہوڑا سا پہلے کہا ہے کہ اذکار ہین بھی تعیین چاہئے اس مین انکی پراگندگی سے جمعیت ہے اور انکے دلونکو تابع کرنا۔ اور اس سے دور رکھنا کہ ہر ایک اس طرف جاوے جو اسکا خیال (اچھا ہو یا برا) چاہے رکعات کو خاص خاص عدد پر منقسم کرنا سو انبیاء سابقین کی روش و طریق پر مبنی ہے چنانچہ اخبار مین مذکور ہے کلام حضرت شاہ ولی اللہ باختصار تمام ہوا

یہ کلام بلاغت نظام بلا ریب قابل تسلیم و اعتقاد ہے۔ اور اسپر ہمارا اعتماد ہے اس مین وجوہات عقلیہ نماز کا خوب بیان ہے جو اہل ایمان کے لئے سبب اطمینان و موجب زیادت یقین و ایمان ہو سکتا ہے۔ ہمنے اسیواسطے ان وجوہات کو بہ تفصیل نقل کیا ہے کہ معتقدین اسلام مسائل اسلام کی خوبی پہچانین اور تعلیمات محمدیہ کے اسرار کا نمونہ دیکھہ لین۔ و لیکن یہ وجوہات ایسے عقلی نہین جنمین نقل و تقلید صاحب شریعت کا دخل نہو۔ ایسے قطعی

نہین جنمین چون و چرا عقل کی جگہ باقی رہی ہو، بلکہ انکا تسلیم کرنا تسلیم چند امور پر (جو نقل و تقلید شریعت سی مستفاد ہین) موقوف ہی اور سوالات عقل کو ہنوز اسمین گنجائش ہے

وہ امور یہ ہین

(۱) حالت قرب کے حاصل کرنیکے لئے چند اقوال وافعال کو مقرر کرنا

(۲) ان اقوال کو چند الفاظ و عبارات خاص سے مخصوص کرنا

(۳) ان الفاظ کے لئے خاص خاص محل مقرر کرنا

(۴) ان الفاظ کی لئی خاص ہیئت جہر یا اخفا تجویز کرنا

(۵) ان افعال کے اعداد اتباع انبیاء سابقین پر چھوڑنا

وہ سوالات اس قسم سی ہو سکتی ہین

(۱) ان اذکار کو ان الفاظ سی کیون مقرر کیا - کیا اس سے بہتر یا اسکی مثل کوئی اور لفظ نہ تھا

(۲) ان اذکار کو ان ہی افعال سی کیون مخصوص کیا - اذکار رکوع سجدہ مین کیون جائز نہوئی اور اذکار سجود رکوع مین کیون تجویز نکئی گئی

(۳) بعض اذکار کو جہر سے اور بعض کو اخفا سے کیون مخصوص کیا - التحیات کو جہراً پڑہنا کیون تجویز ہوا اور سورہ فاتحہ کو سراً پڑہنا کیون نہ ٹہرایا

(۴) چہرہ کو خاک مین ملانا نوع تعظیم سے ہے تو تہوڑا سا سر جھکا کر زمین سے خاک اُٹھا کر چہرہ کو مل لینا بجائی سجود کیون تجویز نہوا - اور فرش نفیس پر سجدہ کرنا جہان وہ مقصود حاصل نہین ہوتا کیون جائز رہا

جب ان خصوصیات نقل کو اس بیان مین دخل ہے اور ان سوالات عقل کا یہان موقع ہے تو اس بیان کو بجز ان لوگونکے جو عقل کو تابع نقل سمجھتے ہین اور انبیاء کے بعض باتونکو بن سمجھے بہی مان لیتے ہین کون مان سکتا ہے - نقل کو بشرط مطابقت عقل ماننے والا اس سے کب ستاویز کرسکتا ہی یہان ایک **سوال** وارد ہوتا ہے جو بادی النظر مین سخت و مشکل دکہائی دیتا ہے وہ یہ ہی کہ یہ مسائل اگر بدون پابندی نقل و تقلید صاحب شریعت سمجھہ مین نہین آتے اور اسکی عقلی وجوہات کسی سے بن نہین سکتے - تو ہم مذہب اسلام کی خوبی ہنود یا عیسائیونکو جو ہماری مذہب صاحب مذہب کے مقلد و معتقد نہوئے کیونکر سمجہا دینگے اور انکو اسلام کیطرف کیونکر بلاوینگے

اسکا **جواب** یہ ہی کہ اگرچہ ہم بعض مسائل اسلام کی وجوہات عقلی سمجھہ نہین سکتے ولیکن اُن سے بڑہکر مسائل کے وجوہات کو ہم خوب سمجھتے ہین اور اچھے طور پر بیان کر سکتے ہین چنانچہ اسکے تشریح ہم صدر تقریر مین کر چکے ہین

پس جب ہم کسی مخالف و منکر اسلام کو اسلام کیطرف بلاوینگے ۔ اور محاسن اسلام اسکو سمجھا دینگے تو اسکے سامنے مسائل نماز و روزہ و وضو و غسل و تیمم جو پورے پورے ہماری سمجھہ مین نہین آتے پیش نکرینگے ۔

بلکہ انکو وہ مسائل اصول و فروع جنکو ہم خوب سمجھتے ہین اور انکی وجوہات عقلی بیان کر سکتے ہین بتا دینگے اور اُنکے ذریعہ سے اسلام کی خوبی انپر ظاہر کرینگے ۔

اور جب وہ ان معقول المعنی معلوم الوجہ مسائل کے ذریعہ سے حسن حقانیت اسلام کو مان جاوینگے تو ان مسائل کو جو عقل مین نہین آتے وہ خود تسلیم کر لینگے اور آجتک جس کسینے دین اسلام بلکہ ملل و مذاہب کا دامن (بزعم خود) تحقیقا اختیار کیا ہی وہ اس سے بڑھکر کچھہ نہین کریگا ۔ ایسا کوئی نہین ہوا جس نے کسی مذہب کے کل اصول و فروع پر حاوی ہو کر اس مذہب کو اختیار کیا ہو یا مذہب مین داخل ہو کر اسکی کل جزئی باتونکو عقل کے مطابق کر لیا ہو ۔

پس جو بات کسی مذہب والے سے نہوئی ہو اور نہ ہو سکے وہ ہمسے کون طلب کر سکتا ہی ۔ اور جس بات سے اسکا مذہب خالی نہو اس سے اسلام پر الزام کب لگ سکتا ہے اس امر کے زیادہ توضیح بحث اثبات نبوت مین ہوگی انشاء اللہ تعالی

اس بیان سے نیچر کو مذہب بنانے والون کے اعذار و دلائل کا جواب پورا ہوا ۔ اور یہ امر بخوبی ثابت ہوا کہ شریعت کی بعض باتونکا عقل مین نہ آنا واجب التسلیم ہی نہ اس سے ہماری قدیمی مخالفون (معتزلہ وغیرہ) کو انکار ہے اور نہ نیچر کو مذہب بنانے والون کو انکار کی گنجایش ہے

بالجملہ ہماری دلیل سیوم باتفاق کل صحیح و مسلم ہے یا یون کہئے کہ بالاتفاق مسلم ہونیکے لائق ہے

و باللہ التوفیق

باقی آیندہ

تتمہ مبحث کانشنس بضمن چند سوال وجواب

(۱) **سوال** اگر وجود قانون قدرت علاوہ از قرار داد عقل تمہارے نزدیک شخص مقرر نہیں تو پھر رہبر وہادی عقل جو اسکو خطا سے بچا دے اور اسکے پہچاننے ہوئے باتونکی صحت وسقم کا معیار ہو سکے تمہارے نزدیک کیا چیز ہے؟

جواب وہ نبی ہے جو عقل کے لئے بمنزلہ چراغ ہے جو اندھیری کوٹھری مین آنکھہ کی رہنمائی کرتا ہے۔

(۲) **سوال** اس نبی کی سچائی اور رہنمائی پر کیا دلیل ہے اور اسکی تصدیق کی کیا صورت ہے؟

جواب ہماری عقل ہی اسکی ہادی ہونے پر دلیل ہے اور اسکی تعلیمات کا عقل کے موافق ہونا اور اس نقص سے (جسنے عقل کو بے اعتبار کر دیا ہے) خالی ہونا اسکی تصدیق کرتا ہے

(۳) **سوال** جب تمنے عقل کو صداقت نبی پر دلیل ٹھیرایا تو یہ تمپر وہی اعتراض لزوم تناقض یا دور (جو تمنے مخاطب پر وارد کیا تہا) وارد ہوا

تقریر لزوم تناقض یہ ہے کہ پہلے تمنے عقل کو ادراک احکام مین بے اعتبار بنایا ہے پھر نبی کی سچائی ورہنمائی کے مین (جو منجملہ احکام ہے) اُسیکا اعتبار کیا۔

تقریر لزوم دور یہ کہ عقل کو ہدایت نبی کا محتاج ٹھیرایا۔ اور نبی کا ہادی ہونا تسلیم وتجویز عقل پر موقوف رکھا۔

جواب جس امر مین ہمنے عقل کو بے اعتبار ٹھیرایا ہے۔ اُسی مین بعینہ اسکا اعتبار نہین کیا۔ پس تناقض (جسمین وحدات ثمانیہ وحدت محل وحدت شرط ووحدت جزو کل وغیرہ کا ہونا شرط ہے) کہان متحقق ہوا۔ اسکی بے اعتباری تو جملہ احکام کے ادراک مین ٹھیرائی گئی ہے اور معتبری فقط ایک حکم تصدیق نبوت مین مسلم ہوئی ہے۔ اور اسمین کچھ تناقض واختلاف نہین۔ ہوسکتا ہے کہ ایک چیز کی کل سے کسی حکم کی نفی ہو اور اُسکی جزو مین اسکا اثبات

تمثیلات

منطقی تمثیل

(۱) بصدق قولنا الزنجی لیس باسود ای کلہ

مع صدق قولنا الزنجی اسود ای بعضه

یعنے ہمارا یہ کہنا بھی سچ ہے کہ حبشی سیاہ نہین ہوتا یعنے اسکا جسم سب کا سب ایسا نہین ہوتا۔ اسلئے کہ اسکے دانت و ناخن سفید ہوتے ہین۔ اور یہ بھی سچ ہے کہ حبشی کالا ہوتا ہے یعنے ماسوائے دانت وغیرہ کے اسکا بدن سیاہ ہوتا ہے

عام فہم تمثیل

(۲) یہ کہنا بھی سچ ہے کہ فلان شخص منطق یا فقہ یا حساب نہین جانتا۔ یعنے اسکے جملہ مسائل سے واقف نہین اسلئے وہ ان علوم مین اعتبار کلی کے لائق نہین۔ اور یہ بھی سچ ہے کہ وہ منطق وغیرہ علوم جانتا ہے یعنے بعض مسائل سے واقف ہی اسلئے انمین اسکا قول معتبر ہے

(۳) یہ چھری کاٹ نہین سکتے (یعنے لوہی کو) سچ ہے۔ اسی کی نسبت یہ کہنا کہ وہ کاٹ سکتی ہے (یعنے قلم کو) نیز سچ ہے

ایسے ہی بعینہ ہمنے عقل کے اعتبار و بے اعتباری مین کیا ہی۔ جملہ احکام شرعیہ و تعلیمات نبویہ کے بالاستقلال جان لینے مین اسکو بے اعتبار ٹھیرایا ہے اور خاصکر تصدیق نبوت یا اسکے بعض تعلیمات کے امتحان مین اسکا اعتبار کیا ہے پس اسمین تناقض کہان پایا جاتا ہے

اسی تقریر سے اعتراض لزوم دور بھی اٹھ سکتا ہی اور اسمین یون کہا جا سکتا ہی - کہ عقل ہدائت نبی کے محتاج ہی تو تمام احکام کے جاننے مین محتاج ہے۔ اور نبی کو عقل کیطرف حاجت ہے تو فقط نبوت کے اثبات مین ہے یا اپنی بعض تعلیمات کی صداقت جتانے مین ہے جن سے وہ نبی کو نبی مان لے اور اسکی تعلیمات کو اس نقص سے (جو اسکو اپنی تجویزات مین پیش آتا ہی (یعنے عجز و تناقض) خالی جانکر اسکو حق جان لے) اور کسی چیز کا ایک بات مین کسیکا محتاج ہونا اور دوسرے بات مین اسکا اسی کیطرف حاجتمند ہونا جائز و ممکن ہے۔

تمثیلات

فلسفی تمثیل

(۱) ہیولے اپنے بقاء اور وجود مین صورت کا محتاج ہے۔ اور صورت اپنی تشکل مین ہیولے کی محتاج۔

202

عام فہم تمثیل

(۲) دوربین اور آنکھہ ایک دوسرے کی محتاج ہین آنکھہ نہو تو دوربین کام نہین آتی۔ دوربین کے سوائے دور کی چیز دنکو آنکھہ دیکھہ نہین سکتے دوربین اپنی قوت کے اثبات اور اپنی صداقت رویت کے اظہار مین آنکھہ کے محتاج ہے۔ اور آنکھہ دور کے مشاہدہ و رویت مین دوربین کے محتاج

آنکھہ دوربین کو ان چیزون پر جنکو وہ خود دیکھہ سکتے ہے لگاکر اسکی قوت و صداقت کا امتحان کرلیتے ہی۔ پہر ان چیزونکے مشاہدہ مین جنکے رویت سے خود عاجز ہے اور اپنی ذاتی طاقت سے ان تک پہنچ نہین سکتی دوربین کے محتاج اور معتقد اور اسپر معتمد ہو جاتی ہے۔

(۳) آنکھہ اور چراغ بھی آپسمین یہی نسبت رکھتے ہین آنکھہ نہو تو چراغ کسی کام نہین آتا۔ چراغ کے سوائے اندھیری کوٹھری مین آنکھہ سے کام نہین نکلتا آنکھہ چراغ کی روشنی کو مشاہدہ و تجربہ کرکے اسکا رہنما ہونا ثابت کرتی ہے۔ پہر چراغ اسکا رہنما ہو جاتا ہے یہی نسبت بعینہا ہمنے عقل اور نبی مین تجویز کے ہے۔ اور ایک کے دوسرے کیطرف اسی قسم کے حاجت مسلم رکھی ہے

نبی نہو تو عقل سے ہم ان اخلاق یا احکام کے (جو ثواب و عذاب اخروی اور رضا یا عتاب الہی کے متعلق ہین) دریافت کرنیکا کام نہین لے سکتے۔

عقل نہو تو نبی کا نبی اور ہادی ہونا پہچان نہین سکتے۔ عقل کے ذریعہ سے ہمنے نبی کو سچا جانا۔ اور اسکی بتائی ہوئی۔ دس۔ بیس سو دو سو ہزار دو ہزار باتونکا حق اور نفس الامر کے مطابق ہونا پہچانکر اسکو رہنما جان لیا۔ پہر عقل کو ان اخلاق کے جاننے مین (جنکو وہ پہنچ نہین سکتے اور اگر پہنچی ہے تو اشتباہ و اختلاف مین رہتی ہے) اسکا محتاج قرار دیا۔ پس اسمین دور کہان لازم آیا

یہ جواب ہمارے مخاطب والا مناقب اختیار نہین کر سکتے اور اسکے ذریعہ سے اعتراض لزوم دور اور تناقض وہ اپنی تقریر سے اٹھا نہین سکتے اسلئے کہ وہ اختلاف جہات توقف کے قائل نہین اور اسبات کے معتقد نہین کہ بعض باتونکے ادراک سے عقل انسانی عاجز ہے اور اسکے

جاننے اور ماننے مین پیغمبر کے محتاج و مقلد بلکہ جیسے آپ عقل کو بلا استثناء ہادی کا محتاج فرماتے ہین ویسے ہی علی العموم نبی کی ہر بات کے سچائی حکم و شہادت عقل پر موقوف ٹہیراتے ہین - پس وہ اس عموم کی جانبین مین اعتبار کرنے سے وہ بات نہاین کہہ سکتے

(۲) **سوال** ان تقریرون سے اعتراض لزوم تناقض و دور تو بے شک اُٹھ گیا لیکن اس سے ایک اور **اعتراض** جو اس اعتراض سے بڑھکر ہے پیدا ہوگیا

وہ یہ کہ عقل کو تمنے نبی سے وہ نسبت دی ہے جو ادنے منطقی یا محاسب کو ایک بڑے منطقی یا حساب دان سے ہوتی ہے - یا آنکھہ کو دوربین یا چراغ سے حاصل ہے - جس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ کبھی عقل بدون رہنمای پیغمبر بھی ادراک احکام کر سکتے ہے جیسے آنکھہ بدون معاونت دوربین بعض اشیاء کو دیکھہ سکتے ہے - اور یہ بات تمنے صراحۃ بہی کہدی ہے کہ نبی کی رہنمائی اور اسکی بعض تعلیمات کی سچائی عقل اپنی ذاتی قوت سے پہچان سکتے ہے اور یہ بات تمہارے اصل مذہب کے (کہ عقل بدون رہنمائی پیغمبر ادراک احکام مین استقلال نہین رکھتی اور حسن و قبح اشیاء عقلی نہین ہے) مخالف ہے

جواب یہ اعتراض اسکے خیال مین آئیگا جو ہماری کلام کا مطلب نہ پائیگا - عقل کو آنکھہ کے ساتہہ تشبیہہ دینے سے یہ لازم نہین آتا کہ جن باتونکو نبی سے خصوصیت ہے (یعنے ادراک احکام حلال و حرام متعلق ثواب و عذاب آخرت و رضا و عتاب الہی) عقل اسکو جان لے جیساکہ آنکھہ کو یہ لازم نہین ہے کہ جن چیزونکا دیکھنا دوربین سے مخصوص ہے (یعنے دور کے چیزونکو دیکھنا) آنکو آنکھہ دور سے دیکھہ لے - ہان اگر اس تشبیہہ سے عقل کا بعض چیزونکو از خود جان لینا لازم آتا ہے تو وہ انہین چیزون سے مخصوص ہے جو ادراک عقل کے لائق ہین (یعنے ادراک حسن و قبح بمعنی صفت کمال یا نقصان و بمعنے مناسب یا مخالف طبع) جیساکہ آنکھہ کے لئے اِن چیزونکا (جو طاقت چشم سے دکھائی

دیتی ہین اور وہ ہین نہ محتاج نہین ان کا رہنا لازم ہے

رہا ہمارا یہ کہنا کہ عقل نبی کی رہنمائی اور اسکے بعض تعلیمات کی سچائی اپنی قوت سے پہچان سکتی ہے سو بھی اسباب کے منافی نہین ورنہ ہمارے اصل مذہب کے مخالف ہی آن چیزونکا ہمنے عقل سے پہچاننا تجویز کیا ہی تو بعد ورود شرع ورہنمائی پیغمبر کے کیا ہی۔ یعنے یہ کہا ہی کہ پیغمبر چراغ ہدایت عالم مین روشن ہوا اور اسکی بعض تعلیمات نے (جو ہماری عقل مین آتی ہین) ظہور کیا تو ہماری عقل نے اپنی ذاتی قوت سے جو بمنزلہ آنکھ کے اسمین ہے اسکی نورانیت کو دیکھ لیا اور ان تعلیمات کی حقانیت کو پہچان لیا۔ پس اسمین عقل کا بالاستقلال احکام کو جان لینا اور نبوت اور تعلیمات کو قبل ورود شرع وبعثت انبیا پہچان لینا کہان لازم آیا اور ہمارے اصل مذہب کا خلاف کسطرح ہوا۔

یہ تب ہوتا جب ہم قبل بعثت ودعوت نبی کے اصل نبوت یا تعلیمات نبوت کو عقل سے جان لینے کے مدعی ہوتے۔ اور کسی ایسے پہاڑ کے (جہان دعوت نبی نہین پہنچی) باشندگان کا ان چیزونکو عقل سے جان لینا تجویز کرتے۔

اس امر کا تو ہماری کلام مین اشارہ بھی پایا نہین جاتا پھر وہ اعتراض اسکی طرف کسطرح متوجہ ہو سکتا ہی

اسی قسم کا یہان ایک اور **سوال**(۵) ہے جس نے اہل مذہب نیچر کو دھوکہ مین ڈال رکھا ہی وہ یہ ہے کہ جب عقل نے نبی کی نبوت کو (جو اصل اصول احکام ہے) اپنی ذاتی طاقت سے پہچان لیا اور ایسے بڑی بھاری مہم کو فتح کر لیا تو پھر وہ احکام شرعیہ عملیہ کو (جو نبوت کی فروعات ہین اور اس سے وہ نسبت رکھتے ہین جو تنکا پہاڑ سے رکھتا ہے) کیون پہچان نہین سکتے اور ان احکام کی تشریع وتجویز مین وہ کیون مہمل چھوڑے جاتے اور عاجز ونامعتبر خیال کیجاتے ہے

اسکا **جواب** بھی وہی ہے کہ یہ اعتراض بھی قلت تدبر کا نتیجہ ہے۔ عقل نے نبی کی نبوت کو از خود کہان جانا ہے

کہ وہ اسکے فروعات کو از خود جان لے ۔

نبوت کو اس نے بن بتلائے نہین جانا ۔ نبی نے اُسکو اپنا نبی ہونا بتایا یا اپنی تعلیمات کو ظاہر کیا تو اُس نے اپنی طاقت سے (جو بتلانے سے جان جانیکے لئے اسکو دی گئی ہے) اُسکو پہچان لیا ۔ اسکی اس بہادری و فہمندی کا لازمہ ہے تو اسیقدر ہے کہ جسطرح اُسنے نبوت کو بتلانے سے پہچان لیا ہے اسیطرح احکام و تعلیمات نبوت کو بتانے سے جان لے ۔

اسکا لازمہ یہ نہین ہے کہ وہ احکام و تعلیمات نبوت کو بن بتائے جان لے اور جو کام نبی کرتا ہے وہ کرنے لگے ۔

یہ کہنا ایسا ہی جیسا آنکھ کی نسبت کوئی یہ کہے کہ جس حالت مین آنکھ دوربین کو (جو دور کی چیزین دیکھنے کے اصل اصول ہے) دیکھ لیتی ہے اور اسی آنکھ سے اسکا دوربین ہونا ثابت ہوتا ہے تو پھر وہ آنکھ دور کے چیزونکو (جنکا دیکھنا دوربین کے فروعات سے ہے) کیون نہین دیکھ لیتی ۔ اور یہ دوربین کا کام خود کیون نہین دے سکتی اور یہ کہنا جیسا ہے عقلاء کو معلوم ہے

اس سوال کی غلطی کا منشا ، یہ ہے کہ یہ لوگ نبی کے بتائی ہوئی باتونکو عقل سے سمجھ لیتے ہین تو انکو اپنی ہی عقل کا نتیجہ خیال کرتے ہین ۔ اور رجماً بالغیب یہ سمجھنے لگتے ہین کہ ان باتونکو ہم فقط اپنی عقل سے سمجھ رہے ہین ۔ نبی نہوتا تو ہم عقل ہی سے انکو سمجھ جاتے اور جو نبی نے بتایا ہے وہی بتلاتے

جیسے کوئی احمق دوربین مین دور کی چیز دیکھکر یہ سمجھنے لگے کہ جو چیز دوربین مین نظر آتی ہے یہ فقط ہماری آنکھ کی طاقت کا نتیجہ ہے ۔ دوربین نہوتے تو اس چیز کو ہم فقط آنکھ سے دیکھ لیتے ۔ مگر انکا یہ خیال محال تب سچا ہو جبکہ وہ بدون استفادہ و شاگردی نبی کے تعلیمات نبویہ کو عقل سے بتا دین یا کسی ایسے شخص کی (جسکو تعلیمات نبویہ نہ پہنچی ہون اور باوجود اسکے وہ تعلیمات نبویہ پر مطلع ہوا ہو) نشان دہی کرین جیسے آنکھ سے دوربین کا کام لینا تب سچا ہو سکتا ہے جبکہ دوربین کو آنکھ سے جدا کرین اور پھر وہ دوربین

[illegible] ذہن نشین ہو جاتی [illegible] یہ ہمارا دین

سوال یہ تو خوب مدلل ہوا اور یہ ہو چکا کہ عقل اصل نبوت یا بعض تعلیمات نبوت کو بن بتائے جان نہین سکتی اور ان معنی کر کے استقلال نہین رکھتی ولیکن بتانے کے بعد جان لینے مین تو وہ استقلال رکھتی ہے اسلئے اصل نبوت یا بعض تعلیمات کے تسلیم کرنے مین وہ محض مقلد نہین بن جاتے اور اسکو اسلئے نہین مان لیتے کہ وہ ارشاد نبی کا جو نبی واجب الانقیاد جانتی ہے۔ بلکہ اسلئے تسلیم کر لیتی ہے کہ وہ اس دعوے کی سچائی و خوبی اسکی ذات مین دیکھتی ہے اور اسکو اپنے فکر سے سمجھ جاتی ہے اور اسکے ماننے کو اپنی تجویز و فیصلہ سے واجب جانتی ہے۔ اور اسکا یہ فیصلہ و استقلال بھی تمہارے اصل مذہب کے کہ حسن و قبح اشیاء عقلی و ذاتی نہین اور یہ عقل بالاستقلال حاکم نہین ہے منافی ہے۔

جواب ہم نے کب عقل کو [illegible] حسن و قبح [illegible] سا حکم ولو رائے ہمارے انکار [illegible] ممکن نہین ہے۔ ہمارا انکار تو صرف [illegible]

حسن و قبح اشیاء کے عقلی و ذاتی ہونے سے مخصوص و مقید ہے۔ چنانچہ مسئلہ اول مین ہمنے قبل ورود شرع کی قید لگا دی ہے اور صاف تصریح کی ہے کہ عقل نہ بذات خود حاکم ہے نہ مفصل بنکا۔ قبل ورود شرع عقل اشیاء پر حکم وجوب یا حرمت لگا نہین سکتے اور بعد ورود شرع محض مقلد نہین بنجاتے۔ بلکہ یہ تجویز کرتے ہے کہ اچھی چیز مین یہ خوبی تھی اسلئے شارع نے اسکا حکم دیا۔ بری مین یہ برائی تھی اسلئے اس سے منع کیا۔ دیکھو صفحہ (٦٥) و (٦٧) رسالہ نمبر سوم جلد ہذا۔

یہ ہماری تصریح اسبات پر شاہد ہے کہ گذشتہ جو کہا ہے کہ عقل حاکم نہین اسکے یہ معنی ہین نہ قبل ورود شرع حاکم نہین۔ اور جو کہا ہے کہ حسن و قبح اشیاء عقلی نہین اسکے یہ معنی ہین کہ قبل ورود شرع عقل اسکو سمجھ نہین سکتی۔ اور جو کہا ہے کہ حسن و قبح اشیاء ذاتی نہین اسکے یہ معنی ہین کہ اشیاء بذات خود بدون بیان شارع اپنی حسن و قبح کی مقتضی نہین ہو سکتی۔

بعد ورود شرع و بیان شارع عقل کا اشیاء کے

حسن و قبح کو جان لینا اور انپر وہ احکام جو نبی نے لگائے ہین اپنی طرف سے تجویز کرنا اور انہین حاکم بنجانا یہ تو عین ہمارا مذہب ہے پہر اسکا خلاف کیا معنی کہتا ہے۔

سوال جس حالت مین نبوت یا بعض تعلیمات نبوت کا بتانے سے جان لینا عقل کی ذاتی قوت و قدرتی ملکہ کا نتیجہ ہے اور وہ اسمین مستقل لادراک مانی گئی ہے تو وہ بتانے سے پہلے ان امور کو کیون جان نہین سکتی اور وہ اپنے ذاتی ملکہ و قدرتی قوت سے کیون کام نہین لے سکتی۔

جواب اسکی وجہ وہی ہے جو مادہ کے بدون صورت اور آنکھہ کے بدون دوربین اپنی ذاتی طاقتون سے کام نہ لینے کی وجہ ہے جو مادہ کی ذاتی و قدرتی طاقت کے کام ہین وہ مادہ بتعلق صورت سے پہلے کر نہین سکتا۔ اور جو آنکھہ مین دور چیز کے دیکھنے کے ذاتی طاقت ہے وہ دوربین لگانے سے پہلے وقوع مین نہین آتی۔

اسکی عام فہم **تشریح** بالتنقیح یہ ہے کہ انسان اپنی جبلت و فطرت مین علوم و فنون کا مخزن ہے اور اسکے طبع مین علوم کا مادہ موجود ہے ولیکن وہ ہیولانی مرتبہ مین کچھہ نہین جانتا اور اپنی قدرتی قوت و فطرتی ملکہ سے سب کچھہ جان نہین سکتا کوئی ایسا نہین ہوا جو مان کے پیٹ سے عربی۔ فارسی۔ ہندی۔ انگریزی بولتا۔ کپڑا سیتا۔ کتاب پڑہتا۔ تیر مارتا۔ طبابت کرتا۔ اقلیدس کے اشکال کا اثبات۔ وغیرہ وغیرہ کام کرتا پیدا ہوا ہو۔ یا پیدا ہوکر اپنے آپ بدون تعلیم سب کچھہ سیکھہ گیا ہو۔

بلکہ سوا ے چند باتون کے (جیسے کہانا۔ پینا سونا نر کا مادہ کیطرف متوجہ ہونا فضلات کا دفع کرنا) جو الہام طبعی سے وہ کر سکتا ہے اور اس الہام پر اکتفا کرنے سے وہ چرند و پرند جانورون سے بڑہ نہین سکتا سب کچھہ وہ سیکھنے سکھانے سے کر سکتا ہے گو اس سیکھنے کا مدار اسکا وہی فطری ملکہ ہوتا ہے اسیطرح وہ ان اخلاق کو جنکا علم تعلیم انبیا پر موقوف ہے وہ ذاتی ملکہ سے جان نہین سکتا۔ اگرچہ بعد بتانے کے وہ اسی ملکہ سے انکو

جاتا ہے

(ن) **سوال** نبی کی بتائی ہوئی باتونکو عقل کن دلائل سے حق جانتی ہے اور اسکی رہنمائی وسچائی کو کن اصول سے پہچانتی ہے - اگر وہ دلائل عقلی ہین توکیا اسکے سمجھنے دیکھنے مین عقل خطا نہین کرتی اور اسکی اٹکل دوڑانے پر مسٹر بکل کی وہ بات جو اس رسالہ کے صفحہ (۹۷) و (۹۸) و (۹۹) مین منقول ہوئی ہے صادق نہین آتی اور تمہاری ان دلائل کی جو تمنے خطاکاری وبے اعتباری عقل پر قائم کئے ہین وہ مورد نہین ہے؟

جواب اسکا تین مقدمات پر موقوف ہے جنکی تمہید جواب سے پہلے مناسب ہے -

مقدمہ اولی - باتفاق فریقین عقل + جیسا کہ خطا کرتی ہے ویسی ہی معیوب بھی ہے اور اسکی معلومات جیسے کہ غلط وخلاف واقع ہوتی ہین ویسی ہی صحیح مطابق نفس الامر بھی ہوا کرتے ہین جو یقینیات کہلاتے ہین

تمثیلات

(۱) اجتماع نقیضین محال ہے (۲) کل جزء سے اعظم ہوتا ہے
(۳) ایک دو کا نصف ہوتا ہے (۴) چار کا عدد زوج اور ایک کا فرد
(۵) آفتاب روشن ہے (۶) آسمان ہمارے اوپر ہے علیٰ ہذا القیاس

مقدمہ ثانیہ کل اور جزء جمیع احکام مین مساوی نہین ہوتے اور قلیل وکثیر باہم برابر نہین

تمثیلات

(۱) سو من کی چیز کو ایک آدمی اپنی ذاتی طاقت سے اٹھا نہین سکتا اور اسکا ایک ٹکڑا وہی ایک آدمی اٹھا سکتا ہے

(۲) ایک آدمی کو بہت سے کام کسی خاص وقت یا محدود حالت مین بتا دین تو وہ کر نہین سکتا انہین کامون سے ایک دو بتاؤ تو بخوبی کر لیتا ہے -

مقدمہ ثالثہ وہ احتمال جو دلیل پر بیشک پیدا کرتا ہے اسکا بادلیل ہونا ضرور ہے - محض وہ احتمال جو دلیل سے پیدا نہ ہو دلیل قطعی کا توڑ نہین سکتا

تمثیل

حاشیہ

+ ہماری اس بیان کو کوئی اس بیان کے مخالف نہ سمجھے جو ہم سنہ ۶ مین عقل کے خطاکاری ہے [illegible] کی سست تحریر مین لکھ چکے ہین [illegible] کے جواب مین [illegible]

ہمنے آنکھہ سے زید کا مشاہدہ کیا پھر تھوڑی دیر آنکھ بند کرکے پھر اسکو دیکھا تو بعینہ وہی نظر آیا۔ اسمین یہ احتمال کہ جو زید ہمنے پہلے دیکھا تھا وہ ایک آن مین معدوم یا ہوا ہوگیا اور اسی آن مین دوسرا شخص اسی صورت کا موجود ہوگیا ہے ہماری اس یقین کو (کہ یہ وہی زید ہے) اٹھا نہین سکتا اور ہمارے مشاہدہ کو جو اس یقین کی دلیل ہے وہ رد نہین کرسکتا۔

جب یہ مقدمات ممہد ہوچکے تو اب جواب دیا جاتا ہے کہ جن اصول و دلائل سے عقل نبی کے رہنمائی اور اسکی بتائی ہوئی باتونکی سچائی پہچانتی ہے وہ اصول قطعیات ثابتہ ہین پس بحکم مقدمہ اولے خطاء عقل کو اسمین کچھ گنجائش دخل نہین ہے۔ اور چونکہ وہ معدودے چند ہین اور جس محل مین وہ لگائے جاتے ہین (یعنے نبوت یا انکی بعض تعلیمات کے ثبوت مین) وہ بھی محصور و معدود ہین اسلئے بحکم مقدمہ ثانیہ انکی قلت اور انکی طرف عقل کے پوری توجہ کے سبب وہ خطا کا رتی بھر احتمال نہین رکھتی جیسے جملہ احکام کا عقل سے جاننا۔ اور وہ مشر بکل کی بات کے ایسی مورد نہین ہوسکتی جیسے سب چیزونکا عقل سے جان لینا اسکا مورد ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جہان ہمنے کلام خصم بر مشربکل کے بات کو بطور اعتراض وارد کیا ہے وہان احکام جملہ یا کلیہ کی قید+ سے مقید کیا ہے۔ پھر باوجود قطعیت دلائل اثبات نبوت ان مین مجرد یہ احتمال کہ عقل نے اسمین بھی خطا کی ہوگی بحکم مقدمہ ثالثہ مضر قطعیت دلائل نہین ہوسکتا ہے۔

سوال(۹) وہ دلائل ایسے قطعی ہین تو ادراک احکام مین ہی رہبر و ہادی عقل کیون نہین ہوسکتے اور ان اصول کے ہوتے عقلاء ہدایت انبیاء کے کیون محتاج ہین۔

جواب وہ اصول باوجود قطعیت و صحت ان احکام خفیہ کے ادراک کے لئے (جو انبیاء سے مخصوص ہین) کافی نہین ہوسکتے۔ اور وہ اثبات رضا و عتاب الہی و ثواب عذاب اخروی کر نہین سکتے۔

انکا مفاد و نتیجہ اتنا ہی ہے کہ وہ واقعات عالم

+ دیکھو صفحہ (۸۰) و (۸۱) و (۹۹) وغیرہ ۲۵

ناسوت کو ثابت کرین نہ یہ کہ اسرار عالم ملکوت پر (جنکا علم خواص نبوت سے ہے) اطلاع کا سبب ہو جاوین۔

سوال (۱)ع وہ کونسے اصول ہین جو واقعات ناسوت کو ثابت کرتے ہین اور اسرار عالم ملکوت پر اطلاع کا سبب نہین ہو سکتے۔ انکو مثال دیکر سمجھاؤ اور انکا یہ خاصہ جو بیان ہوا مدلل کر دکھاؤ

جواب ازانجملہ یہ اصول ہین اجتماع نقیضین محال ہے۔ اور تناقض مستلزم کذب ہے اور کذب خلاف واقعہ ہوتا ہے۔ اور جسکے کلام مین تناقض پایا جاوے وہ سچا نہین ہوتا۔

ان اصول کو عقل بخوبی سمجھتی ہے اور بنابرعلیہ جھوٹے کو جھوٹا اور سچے کو سچا جان لیتی ہے۔ انہین سے وہ اپنی کارروایونکو (جنمین اسکا کوئی رہبر و ہادی نہین ہوتا اور انمین اختلاف و تناقض پایا جاتا ہے) غلط سمجھتی ہے اور انہین کے رو سے نبی کی رہنمائی اور اسکی بتائی ہوئی باتونکی سچائی پہچان لیتی ہے۔ ولیکن بااینہمہ وہ ان اصول سے ہزارون سچی باتین عالم ملکوت کی (جنکا علم انبیاء سے مخصوص ہے) پہچان نہین سکتے۔ **باقی آئندہ**

شکریہ و شکایت

انرایبل سید احمد خان صاحب سی ایس آئی اور انکے حوارئین کے ہم دل سے شکرگذار ہین کہ وہ کسی نہ کسی پیرایہ مین ہمکو مخاطب فرماتے ہین اور اس خطاب کے ذریعہ سے ناظرین پرچہ تہذیب الاخلاق کو ہمارے رسالہ **اشاعۃ السنہ** کی مطالعہ کیطرف توجہ دلاتے ہین جسکے سبب سے بہت ناظرین تہذیب ہمارے رسالہ کو شوق سے لینے لگے ہین۔ اور کئی انمین سے تہذیب الاخلاق کی تقلید چھوڑ کر حق کیطرف مائل ہو گئے ہین ہم اس امر کو بحکم لان یھدی اللہ بک رجلا خیر لک من حمر النعم ازبس غنیمت و کامیابی جانتے ہین۔ اور اسمین جناب ممدوح کا احسان مانتے ہین۔ ایک بڑی بھاری وجہ سپاس و ستائش جناب کی یہ ہے کہ جو باتین ہمنے آپ لوگونکی نسبت نمبر سوم و چہارم اشاعۃ السنہ کے صفحہ

(۶۶) و (۴۸) و (۱۰۶) و (۱۰۷) اور (۱۰۹) و (۱۲۲) وغیرہ مین لکھی ہین کہ یہ لوگ بہت سے احکام شرع کو دین سے مٹاتے ہین اور بعض احکام کو ہنسی مین اُڑاتے ہین - بہشت کو چکلہ کہتے ہین - معجزات انبیاء سے منکر ہین - ملائکہ اور جبرئیل کو سوائے قوت یا خیال کے کچھ نہین سمجھتے - نبوت و پیغمبری کو بجز نتیجہ عقل و فکر کچھ نہین جانتے - فرائض پیغمبری خود ادا کر رہے ہین اور تھوڑے زمانہ مین دعوے نبوت کرنیکو مستعد ہین "

ان سب باتونکو آپ اور آپکے احباب نے کھلا کھلا تسلیم کیا ہے اور میرے بیان و خیال کو اچھی طرح تصدیق کیا - چنانچہ صفحات (۲۴) و (۲۶) و (۵۰) و (۵۱) و (۵۶) و (۶۱) وغیرہ تہذیب الاخلاق اور صفحہ (۴۳۴) و (۴۳۵) سفیر ہند (جسمین جناب ممدوح کے ایک خلیفہ کا مضمون مندرج ہے) ان باتونکے ثبوت پر شاہد صریح ہین -

از انجملہ ایک دو فقرہ بین اسمقام مین تشویق ناظرین کے لئے نقل کرتا ہون - بقیہ کی تفصیل میری آئندہ پرچون مین ہوگی - انش اللہ تعالے

تہذیب الاخلاق ماہ جمادی الثانیہ مین آپنے ایک مضمون لکھا ہے جسمین جملہ احکام معاملات مخاصمات - عادات وغیرہ کو دین سے خارج کیا ہے - اسکے صفحہ (۲۴) مین اونچی ازار پہننے کا خاکہ اُڑایا ہے اور صفحہ (۲۶) مین حقیقت جبرئیل سے (جو اسلام مین مقرر ہے) ان الفاظ سے انکار کیا ہے - "جو حقیقت اس ملکہ کے محرک تھین جسکو ملکہ نبوت یا ملکہ وحی یا جبرئیل امین سے تعبیر کیا جاتا ہے"

تہذیب الاخلاق ماہ رجب کے صفحہ (۵۰) مین آپکے ایک خلیفہ صاحب نے لکھا ہے " - اس انیسوین صدی کے تو پیغمبر و معجزے یہی ہین کہ محققین اور حکماء قوانین فطرت کو دریافت کر کے اہل دنیا کو خدا کا جلال اور قدرت دکھا دین کہ اسکے آگے معجزات انبیاء کی کیا حقیقت تھی کہ وہ شان کبریائی دکھاتے - معجزات حقیقت مین ایک بہان متی کا سانگ تھا جسمین سب کچھ تھا اور کچھ نہ تھا - حقیقت مین غور سے دیکھئے تو سارے الہامی مذہب نیچر کے بدعتی فرقہ ہین -

جب مذہب نیچر کے خلاف ایک طوفان عظیم کا برپا ہوا تو کوئی دانشمند جسکو پیغمبر کہو یا اوتار اس بدعت کے دور کرنیکے واسطے ایک مذہب ایسا نیچر مذہب کے اصول پر قائم کرنا چاہا" اسیکے صفحہ (۶۱) مین آپ فرماتے ہین۔ "قدیم اصول یہ ہے کہ خدا کی عظمت و قدرت اسمین ہے کہ وہ پانی سے آگ اور آگ سے پانی کا کام لے سکتا ہے۔ جدید اصول یہ ہے کہ اسمین خدا کی قدرت مین بٹا لگتا ہے"

ولیکن باوجود اس سپاس و ستایش کے ہم چند امور کے سبب آپسے شاکی بھی ہین

(۱) یہ کہ آپ ہماری جواب خطاب مین سلسلہ کلام و ترتیب مرام کا لحاظ نہین فرماتے اور جن امور کو ہمنے متنازع فیہا قرار دیا ہی اور نمبر ششم مین انکو مشخص و معین کر دیا ہے انہین قلم نہین اٹھاتے۔ کبھی کوئی بات اڑتے پڑتے کہدیتے ہین۔ کبھی کوئی ذکر سنا دیتے ہین۔ کبھی وہابی بدعتی کا ذکر کبھی نیچر کا ترجمہ۔ کبھی ٹخنے سے اونچی ازار کا بیان۔ کبھی خدا کے جبل طور اٹھانے کا عدم امکان۔

(۲) اس بے ترتیبی کے ساتھ بھی جو کچھ لکھتے ہین اسمین بھی مجرد دعاوی پر اپنے خیالات کے اظہار پر اکتفا کرتے ہین۔ انکا ثبوت و تشریح جیسے کہ ہم چاہتے ہین قلم مین نہین لاتے مسئلہ نیچری کے ثبوت کو خیال کر لو اسمین آپنے دو دفعہ قلم اٹھائی ہے اور آپکے ایک خلیفہ نے ایکدفعہ خامہ فرسائی کی پر کسی صاحب نے نہ نیچر کی حقیقت کی تشریح کی ہے اور نہ اسکے ثبوت پر کوئی دلیل قائم کی ہے۔ سبہی صاحب مناقب و فضائل نیچر بیان فرماتے ہین۔ ہماری اس سوال کا (کہ وجود نیچر جسمین تصرف قرارداد عقل کا دخل نہو کہان مشخص ہے؟ اور اس سے استنباط احکام حلال و حرام نماز روزہ حج زکوۃ۔ نکاح۔ طلاق وغیرہ کیونکر ممکن و متصور ہے؟) جواب کوئی صاحب نہین دیتے

(۳) باوجودیکہ آپ لوگ تہذیب کے مدعی ہین اور بزعم خود اس دیار مین آپ ہی اسکے بانی مبانی ہین اسکی رعایت اپنی تحریرون مین نہین کرتے۔ اور اپنے مخاطبین اور انکے گروہ کو تمسخر و توہین سے یاد فرماتے ہین۔ مضمون انشاء اللہ۔ وتحقیقات مذہب

نولعہ

تہذیب الاخلاق و مضمون سفر ہند مذکورہ یکسر اس بیان پر شاہد ہے[له]

پس بعرض ان شکایات کے ہم بڑے ادب سے ملتمس ہین کہ آپ ان باتون کیطرف توجہ فرماوین ہماری باتونکا جواب حسب مدعا ادا کرین - اور اپنی اور اپنی خلفاء کے اقلام کو نا ملائم الفاظ کی تحریر سے بچاوین

معذرة وموعدة

تہذیب الاخلاق بابت ماہ جمادی الثانیہ و بابت ماہ رجب کے جملہ مضامین مین ہمکو کلام ہے اور خاصکر مضمون **مذہب و معاشرت** (جو اکثر احکام شرعی کا ناسخ و مبطل ہے) اور مضمون **معجزہ و کرامت** (جسمین خوارق انبیاء سے انکار ہے اور رقیہ سنت نبویہ کی ہنسی) اور مضمون **مذہب انسان کا امر طبعی ہے** (جسمین آپنے کفر و اسلام کو ایک کر دیا ہے اور صورت و خیال پرستی میں انبیاء کو ہمسر مشرکین بنایا) اور مضمون **مذہبی خیال** (جسمین اصول نبویہ کو اصول جاہلیہ بتایا ہی اور اصول نیچریہ کو اصول نبویہ) مین ہمکو بہ تفصیل بحث منظور ہے - ولیکن چونکہ ہم خود یک انار و صد بیمار کے مصداق ہین اور ہمارا رسالہ ایک مقدار مخصوص مین محدود ہے - اسلئے ہم سبھی مضامین سے یکبارگے بحث نہین کر سکتے - بلکہ ہر ایک سے بتدریج و ترتیب شیئًا فشیئًا بحث کر سکتے ہین - ناظرین صبر کو کام مین لاوین یا ارسال زر چندہ مین ہمت کو بڑھا دین - ہم زیادہ تکلیف نہین دیتے جو جو کچھ سب صاحب پہلے مقرر کر چکے ہین - اسیکا مطالبہ کرتے ہین -

اگر اس رسالہ کی آمدنی کم سے کم ایکسو روپیہ ماہوار ہو جاوے تو ہم بجاے دو جزو چار جزو کا رسالہ نکالین اور ایک اپنا نائب ملازم رکھکر حساب کتاب جوابات مراسلات وغیرہ امور متعلقہ رسالہ مین (جو ہمارے گلوگیر ہین) اس سے مدد لین - اور آپ اسی کام مین ہمہ تن مصروف ہو جائین -

اس پرچہ کے ناظرین و خریدار بہوپال وغیرہ بلاد مین ایسے بھی ہین کہ اگر وہ اکیلے اسقدر ماہوار کو اپنے ذمہ اٹھالین تو استطاعت رکھتے ہین - ولیکن ہم نہین جانتے کہ باوجود ہماری ہمیشہ کی شکایت کی انکو اسطرف کیون توجہ نہین ہوتی - اور ہوگی تو کب ہوگی -

---

[له] [illegible] مولویون کی [illegible] الفاظ مین [illegible] استعمال مین [illegible] حاشیہ